Study Notes

Past Papers

Date Sheets

Gazettes

Guess Papers

Pairing Schemes

جماعت نہم اردو نوٹس

باب سوم: کاہلی

3- کاہلی

سرسید احمد خان (۱۸۱۷ء ـ ۱۸۹۸ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو لفظ ''کاہلی'' کے لفظی اور اصطلاحی معنی سے متعارف کرانا۔ ۲۔ اردو مضمون نویسی کے ابتدائی اسلوب سے آگاہ کرنا۔
۳۔ سرسید احمد خان کی تحریروں میں موجود مقصدیت سے روشناس کرانا۔ ۴۔ اُمتِ مسلمہ کے زوال کے ایک اہم سبب سے آگاہ کرنا۔

مصنف کا مختصر تعارف

سرسید احمد خان کے آباؤ اجداد شاہ جہاں کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ سرسید احمد خان نے زمانے کے رواج کے مطابق تعلیم حاصل کی۔ عدالت میں بطور سررشتہ دار کام کیا، پھر ترقی کرتے کرتے منصف کے عہدہ تک جا پہنچے۔ سرسید احمد خان نے مسلمانانِ ہند کی اصلاح کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔ ابتدا میں مراد آباد اور غازی آباد میں سکول کھولے۔ بعد ازاں ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ میں کالج کی بنیاد رکھی۔ انگریزی کتابوں کے اُردو تراجم کے لیے سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی۔ ۱۸۷۰ء میں علمی و ادبی رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کا اجرا کیا۔

سرسید نے اردو ادب میں مضمون کی صنف کو رواج دیا۔ خود بھی کثرت سے مضامین لکھے اور اپنے رفقا سے قومی، تعلیمی، مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی موضوعات پر متعدد مضامین لکھوائے۔ بقول مولوی عبدالحق: ''من جملہ بے شمار احسانات کے جو سرسید نے ہماری قوم پر کیے۔ ان کا بہت بڑا احسان اردو زبان پر ہے۔ انہوں نے زبان کو پستی سے نکالا، اندازِ بیان میں سادگی کے ساتھ وسعت پیدا کی۔ سنجیدہ مضامین کا ڈول ڈالا، جدید علوم کے ترجمے کرائے، بے لاگ تنقید اور روشن خیالی سے اردو ادب میں انقلاب پیدا کیا۔''

تصانیف

ان کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تیس سے زائد ہے۔ بہت سے خطوط، مضامین اور تقاریر کے مجموعے بھی ان کے علاوہ ہیں۔ ان کی اہم تصانیف میں ''آثار الصنادید''، ''رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند''، ''تبیین الکلام''، ''خطباتِ احمدیہ'' اور ''تفسیر قرآن'' شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بہ مجبوری	مجبور ہو کر، مجبوری کے ساتھ	حیوانی خصلت	حیوانی عادت، درندگی	حاجت	ضرورت
طبیعتِ ثانی	پختہ عادت، دوسری عادت	صفت	خوبی، اچھائی، اہلیت	عقل	سمجھ، شعور، فکر
دلی قویٰ	دل کی طاقتیں	چنداں	زیادہ، اس قدر	مثل	مثال۔ کی طرح
بے کار	فضول، بغیر کسی کام کے	قماربازی	جوا کھیلنا	تحریک	حرکت
ضرورتاً	ضرورت کے تحت، ضرورت کے وقت	برخلاف	کے خلاف	مشغول	مصروف
عارضی	وقتی، جو ہمیشہ کے لیے نہ ہو۔	قصور	غلطی	بہتری	بھلائی
بدسلیقہ	سلیقے کے بغیر، تمیز نہ ہونا	اخراجات	خرچ	توقع	اُمید، آرزو
وحشی	جنگلی، اجڈ	قوتِ عقلی	عقل اور سمجھ کی قوت	اندرونی قویٰ	اندرونی قوتیں، یعنی
رفع	دور	چستی	پھرتی، تیزی		فکر و عمل کی صلاحیت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غرض کہ	مقصد یہ کہ	اوقات بسر کرنا	زندگی کے دن کاٹنا	لاخراج دار	خراج یا محصول نہ دینے والے
مُستعد رہنا	تیار رہنا	کاہلی	سستی		
دلی قوٰی	دل کی قوتیں، صلاحیتیں	طبیعت ثانی	دوسری عادت	چنداں	اسی قدر، اتنی دیر
ولایت	ملک، محکوم ملکوں کے باشندوں کے لیے ان کے آقاؤں کا ملک	حیوان صفت	حیوان جیسی خصوصیات	وحشی	جانوروں کا سا
		قوائے قلبی	دل کی قوت، ذاتی صلاحیتیں		

سبق کا خلاصہ کاہلی لفظ کے معانی و مفہوم کو سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا، محنت مزدوری میں سرگرمی نہ دکھانا یا اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں سستی کرنا کاہلی ہے مگر وہ یہ بات نہیں سمجھتے کہ دل کی قوتوں کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔ یعنی اپنی اہلیتوں کو بروئے کار نہ لانا، اپنی قابلیتوں سے صحیح طریقے سے فائدہ نہ اُٹھانا اور اپنی صلاحیتوں کو بے کار چھوڑ دینا اصل کاہلی ہے۔

پیٹ بھرنے کے لیے روٹی کما کر کھانا ضروری ہے اور اپنی بسر اوقات کے لیے ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑ کر محنت کی جاتی ہے۔ اسی لیے محنت مزدوری کرنے والے افراد بہت کم کاہل ہوتے ہیں۔ سخت سے سخت کام کرنا اُن کی طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے۔ جن لوگوں کو اپنی بسر اوقات کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں سے سخت محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اپنی اہلیتوں، صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بے کار چھوڑ کر کاہل انسان بن جاتے ہیں۔ اُن کی عادات حیوانوں سے ملنے لگتی ہیں۔

لوگ پڑھائی میں بھی ترقی کرتے ہیں۔ ان پڑھے لکھوں میں سے کسی ایک کو ہی تعلیم اور سمجھ کو کام میں لانے کا موقع ملتا ہوگا۔ لیکن اگر انسان محض عارضی ضرورتوں کو پورا کرے اور دلی قوٰی کو بے کار چھوڑ دے تو نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔ انسان کی مثال بھی حیوانوں جیسی ہے۔ جس وقت اُس کے دل کی حرکت سست ہو جاتی ہے تو وہ جسمانی باتوں میں مصروف ہو کر حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں کو بے کار نہ کرے بلکہ اُن کو استعمال میں لائے۔ ایسا انسان جس کی آمدن اُس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو، اور اُسے آمدن کے حصول کے لیے زیادہ محنت و مشقت نہ کرنی پڑے جیسا کہ ہمارے ہندوستان میں ہمارے ملک کے رہنے والوں اور اُن لوگوں کا حال تھا جو حکومت کو محصول بھی نہیں دیتے تھے، ایسا انسان اگر اپنی ذاتی اہلیتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو کیا ہوگا۔ وہ وحشیانہ طور طریقے اپنائے گا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہو جائے گا۔ یہی عادات وحشی انسانوں میں ہوتی ہیں، فرق صرف اتنا ہوتا ہے وہ وحشی بدسلیقہ ہوتے ہیں اور یہ وضع دار وحشی ہوتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ ہندوستان میں ایسے کام بہت کم ہوتے ہیں جن سے عقلی قوت اور دلی قوٰی کو استعمال کرنے کا موقع ملے۔ اس کے برعکس انگلستان کے لوگوں کے لیے ایسے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوشش اور محنت اُن کی ضرورت اور شوق نہ رہے تو وہ بھی بہت جلد وحشی بن جائیں۔

ہمارے ملک میں جو قوائے دلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کر لی ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بے کار چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہمیں دل کی قوتوں اور عقلی قوتوں کو استعمال کرنے کا موقع حاصل نہیں تو ہمیں اس بات کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے کہ ایسا موقع کس طرح حاصل ہو؟ اگر ہماری غلطی ہے تو فکر اور کوشش کرنی چاہیے کہ اُس غلطی کو کس طرح دُور کیا جا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ دل کو بے کار نہیں پڑے رہنا چاہیے بلکہ کوئی نہ کوئی فکر اور کوشش کرتے رہنا لازم ہے۔ جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کی قوتوں کو بیکار رکھنے کی عادت نہ جائے گی تب تک قوم کی بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

امتحانی نقطہ نظر سے

نوٹ: طلباو طالبات درج ذیل مثال سیاق وسباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق وسباق: مصنف کا کہنا ہے کہ لوگ کاہلی کے مفہوم کو غلط سمجھتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے مزدوری نہ کرنا کاہلی ہے لیکن ایسا نہیں۔ محنت مزدوری کرنے والے لوگ بہت کم کاہل ہوتے ہیں۔ سخت ترین کام کرنا ان کی طبیعت ثانی بن جاتی ہے مگر جن لوگوں کو اس محنت کی حاجت نہیں رہتی وہ اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ کر بڑے کاہل اور حیوان صفت بن جاتے ہیں۔ مصنف نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ملک میں ہمیں قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں ملتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلی قویٰ اور دماغی صلاحیتوں کو استعمال میں لائیں اور انہیں بے کار نہ چھوڑیں تبھی ہماری قوم میں بہتری آئے گی اور ملک ترقی کرے گا۔

پیراگراف نمبر 1: انسان بھی، مثل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے اور جب کہ اس کے دلی قویٰ کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی، تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے اور جسمانی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور انسانی صفت کو کھو کر پورا حیوان بن جاتا ہے۔ پس ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور ان کو بیکار نہ چھوڑے۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان .... کاہلی　(ii) مصنف کا نام .... سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مثل	مثال	دلی قویٰ	دل کی قوتیں	خصلت	عادت	مشغول	مصروف

تشریح: بے شک انسان بھی مثل اور حیوانوں کے ایک معاشرتی حیوان ہے۔ جب وہ ذاتی صلاحیتوں یعنی دل کی قوتوں سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھاتا تو ان قوتوں کی تحریک سستی میں پڑ جاتی ہے اور استعمال میں نہیں لائی جاتی۔ جب انسان اپنی ذاتی صفات اور اہلیتوں کو بے کار چھوڑ دیتا ہے تو ان صفات کی جگہ حیوانی خصلتوں میں پڑ جاتا ہے۔ انسانی صفت کو کھو کر انسان پورے کا پورا حیوان بن جاتا ہے یعنی اُس کی زندگی سے مقصدیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ بے مقصد زندگی گزارتا ہے تو پھر اُس کی عادات واطوار حیوان کی طرح بن جاتی ہیں یعنی وہ محض کھاتا ہے، پیتا ہے اور سوتا جاگتا ہے۔ اپنی ذہانت، عقل وشعور اور سمجھ بوجھ کو زندگی کے اہم مقاصد کا تعین کر کے استعمال میں لانا نہایت ضروری ہے تاکہ انسان کی قابلیتیں زنگ آلود نہ ہوں اور وہ وحشی پن کی طرف نہ جا سکے۔ اس لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی صلاحیتوں کو استعمال کرے اور اندرونی قوتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائے اور انہیں بے کار نہ پڑا رہنے دے۔

پیراگراف نمبر 2: ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ روٹی پیدا کرنا اور پیٹ بھرنا، ایک ایسی چیز ہے کہ بہ مجبوری اس کے لیے محنت کی جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہے اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ اور وہ جو کہ اپنی روزانہ محنت سے اپنی بسر اوقات کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان .... کاہلی　(ii) مصنف کا نام .... سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوقات بسر	وقت گزارنا	کاہلی	سستی، کام چوری	پیٹ بھرنا	بھوک مٹانا	مہیا	دستیاب

تشریح: سرسید احمد خان سبق ''کاہلی'' کے اس پیراگراف میں کہتے ہیں کہ زندگی گزارنے کے لیے اور روزی روٹی کما کر کھانے کے لیے

ہاتھ پاؤں کی محنت بہت ضروری ہے۔ پیٹ بھرنے اور بھوک مٹانے کے لیے روٹی پیدا کرنا ایک ایسی چیز ہے جس کے لیے مجبوری کے تحت محنت کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہر چیز پیسے سے خریدی جاتی ہے۔ پیٹ بھرنے کے لیے انسان کو کاہلی چھوڑنی پڑتی ہے بہ خرابی کے پیٹ نہیں بھرتا اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ اور وہ لوگ جو روزانہ مزدوری کر کے اپنی زندگی کا سامان خریدتے ہیں۔ چست و توانا ہوتے ہیں۔

پیراگراف نمبر 3: یہی ہوگا کہ اس کے عام شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جاویں گے۔ مزے دار کھانا اس کو پسند ہوگا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں اُس کے وحشی بھائیوں میں بھی ہوتی ہیں۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان.................کاہلی (ii) مصنف کا نام.................سر سید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وحشیانہ	جانوروں کا سا	مائل	راغب	قمار بازی	جوا کھیلنا	وحشی	جنگلی

تشریح: مذکورہ پیراگراف میں سر سید احمد خان لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جس کو روٹی کمانے کے لیے محنت و مشقت نہ کرنی پڑے۔ وہ اپنے دلی صلاحیتوں کو بے کار ڈال دے تو کیا حال ہوگا؟ مصنف کے نزدیک ایسا شخص فضول مشاغل میں مشغول ہو جائے گا۔ وہ ضرور غیر تہذیب یافتہ کاموں کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اسے لذیذ کھانے پسند ہوں گے، فرصت کے باعث وہ جوا کھیلنے اور تماشا دیکھنے کے کاموں کی طرف مائل ہوگا۔ یہ سب باتیں غیر تہذیب یافتہ اور جنگلی لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

پیراگراف نمبر 4: اگر ہم کو قوائے قلبی اور قوت عقلی کے کام میں لانے کا موقع نہیں ہے، تو ہم کو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ موقع کیوں کر حاصل ہو۔ اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ قصور ہے، تو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ قصور کیوں کر رفع ہو۔ غرض کہ کسی شخص کے دل کو بے کار پڑا رہنا نہ چاہیے، کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہے، تا کہ ہم کو اپنی تمام ضروریات کے انجام کرنے کی فکر اور مستعدی رہے اور جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا، اُس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہے۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان.................کاہلی (ii) مصنف کا نام.................سر سید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قوائے قلبی	دل کی قوتیں مراد اندرونی صلاحیتیں، انفرادی قابلیتیں	مصروف	مشغول	توقع	اُمید
قوت عقلی	سمجھ بوجھ کی صلاحیت	لازم	لازمی	بہتری	بھلائی
کیوں کر	کس طرح	بے کار	فضول، بے فائدہ	رفع ہونا	دُور ہونا
قصور	غلطی	مستعدی	پھرتی، چستی، چالاکی	کاہلی	بے کار پڑا رہنا

تشریح: اس پیراگراف میں مصنف نے قوم کی بہتری کے لیے اہم ترین نکتے کی نشاندہی کی ہے۔ قوم کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ کاہلی کو دُور کیا جائے۔ پیراگراف میں وہ یہ بات بتاتے ہیں کہ اگر ہمیں اپنے دل کی قوتوں اور عقل و سمجھ کو کام میں لانے کا موقع نہیں ہے۔ یعنی ہمارے پاس اگر ایسے مواقع نہیں ہیں کہ ہم اپنی غور و فکر کی بنا پر عمل کی کوشش کریں تو ہمیں اس فکر اور کوشش میں رہنا چاہیے کہ ایسے مواقع

کس طرح حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ان مواقع کے نہ ملنے میں کہیں نہ کہیں ہماری غلطی ہے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس غلطی کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ الغرض کسی بھی شخص کو ذہنی جمود اور تساہل کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ دل کو بے کار پڑا رہنے نہیں دینا چاہیے بلکہ کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازمی ہے تاکہ ہم اپنی زندگی کی تمام ضروریات کو انجام دینے کی فکر اور مستعدی میں رہیں۔ یعنی ہماری ذہنی صلاحیتیں، فکری قوتیں، عملی صلاحیتیں تعطل اور جمود کا شکار نہیں ہونی چاہییں۔ اپنی اصلاح اور ترقی کے لیے فکر کرنی چاہیے۔ اگر مواقع حاصل نہیں تو اُن کو حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر موقع حاصل ہو جائے تو عملی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہماری قوم کی بہتری کے لیے ضروری ہے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں یعنی دل کو بے کار نہ کریں۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا مطلب ہے دل کی قوتوں سے صحیح طریقے سے فائدہ نہ اُٹھانا۔ آسان لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو سوچ، فکر اور عمل سے لاتعلق کر کے بغیر کسی مقصد کے بے کار پڑا رہے۔

(ب) انسان کب سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے؟

جواب: جب انسان اپنی تعلیم اور عقل کو کام میں لانے کے لیے عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قویٰ کو بے کار ڈال دے تو وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔

(ج) کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا کیوں لازم ہے؟

جواب: کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہے تاکہ ہمیں اپنی تمام ضروریات کے انجام کی فکر اور مستعدی رہے۔ اگر ہمیں قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع حاصل نہیں تو ہمیں اس کی فکر و کوشش کرنی چاہیے کہ ہمیں وہ موقع کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

(د) قوم کی بہتری کیسے ممکن ہے؟

جواب: جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا، اُس وقت تک ہمیں اپنی قوم کی بہتری کی کچھ توقع نہیں ہے۔ قوم کی بہتری صرف اُسی صورت میں ممکن ہے اگر قوائے دلی کو کام میں لایا جائے۔

۲۔ سبق ''کاہلی'' کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کریں۔

(الف) روٹی پیدا کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے:

(i) آرام (ii) محنت (iii) سفارش (iv) خوشامد

(ب) لوگ بہت کم کاہل ہوتے ہیں:

(i) بے فکر رہنے والے (ii) خوش گپیاں کرنے والے (iii) روزانہ محنت کرنے والے (iv) خود میں مگن رہنے والے

(ج) ہر ایک انسان پر لازم ہے:

(i) اپنے بارے میں سوچے (ii) مزے دار کھانے کھائے (iii) حقے کے دھوئیں اڑائے (iv) اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھے

(د) قوم کی بہتری کی توقع کی جا سکتی ہے:

(i) کاہلی چھوڑ کر (ii) فکرمندی چھوڑ کر (iii) خوش و خرم رہ کر (iv) پریشان رہ کر

جوابات: (الف) محنت (ب) روزانہ محنت کرنے والے (ج) اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھے (د) کاہلی چھوڑ کر

۳۔ موزوں الفاظ سے خالی جگہیں پُر کریں۔

(الف) اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے میں سستی کرنا .... ہے۔ (نیند، کاہلی، بے کاری، بے عملی)

(ب) جب اس کے دلی قویٰ کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی .... میں پڑ جاتا ہے۔ (انسانی خصلت، حیوانی خصلت، حیوانی جبلت، انسانی کم زوری)

(ج) ہمارے ملک میں، جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں رہا ہے، اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہم نے .... اختیار کی ہے۔ (کاہلی، بے راہ روی، قمار بازی، تماش بینی)

(د) کسی شخص کے دل کو .... پڑا رہنا نہ چاہیے۔ (مصروف، فکر مند، بے کار، غم زدہ)

جوابات (الف) کاہلی (ب) حیوانی خصلت (ج) کاہلی (د) بے کار

۴۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔ کاہلی، عقل، عارضی، وحشی، شک، مصروف

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کاہلی	چُستی	عقل	بے وقوفی
عارضی	دائمی	وحشی	مہذب
شک	یقین	مصروف	فارغ

۵۔ درست بیان کے آگے (✔) اور غلط بیان کے آگے (✘) کا نشان لگائیں:

(الف) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔ ✔

(ب) ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے ضروری نہیں۔ ✘

(ج) یہ سچ نہیں ہے کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقی بھی کرتے ہیں۔ ✘

(د) کاہلی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ ✔

۶۔ اعراب لگا کر درست تلفظ واضح کریں۔ کاہل، قوی، طبیعت، تحریک، رفع

جواب: کاہِل ۔ قُویٰ ۔ طَبِیْعَت ۔ تَحْرِیک ۔ رَفْع

۷۔ سر سید نے اس مضمون میں دو طرح کی کاہلی میں فرق کیا ہے: ایک وہ جو ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنے کا نام ہے اور دوسری وہ کاہلی ہے، جس میں انسان کے دلی قویٰ بے کاری میں پڑ جاتے ہیں۔ سر سید دوسری کاہلی کو بڑی کاہلی قرار دیتے ہیں۔ غور کر کے بتائیں کہ دلی قویٰ کی بے کاری کا کیا مطلب ہے اور انسان کیسے دلی قویٰ کی بے کاری کے بعد حیوان اور وحشی ہو جاتا ہے؟

جواب: دلی قویٰ کی بے کاری کا مطلب ہے کہ انسان غور و فکر اور عقل و سمجھ کو چھوڑ دے اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں سے بھر پور طریقے سے فائدہ نہ اٹھائے۔ دلی قویٰ کو اگر بے کار رہنے دیں تو انسان کے عام شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جائیں گے۔ مزے دار کھانا اُس کو پسند ہوگا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا۔ اس طرح رفتہ رفتہ وہ حیوان اور وحشی ہوتا جائے گا۔ اُس میں اور ایک جانور میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

۸۔ قوتِ عقلی وہ انسانی صلاحیت ہے، جو ہر شے، ہر مشکل، ہر مسئلے کو سمجھنے اور سلجھانے کا قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔ کسی ایسے مسئلے کی نشان دہی کریں، جسے آپ نے اپنی عقل کی مدد سے سلجھایا ہو۔

جواب: مجھے کتب بینی کا بہت شوق ہے۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے مجھے اکثر مختلف کتابوں کی ضرورت رہتی ہے۔ نئی

کتابیں خریدنے کے لیے میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے۔ میں نے اپنی عقل کی مدد سے اس مسئلے کا حل لائبریری کی ممبرشپ حاصل کر کے نکال لیا ہے۔ اب میں پڑھنے کے لیے بہترین اور قیمتی کتابیں بلا معاوضہ اور آسانی سے حاصل کر لیتا ہوں۔

مضمون: مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تاثرات کا تحریری اظہار، مضمون کہلاتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے، پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دلچسپ پیرائے میں اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، ادبی۔ تاہم ادب میں ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے، جس میں کہانی نہ ہو خیالات، تاثرات اور جذبات ہوں۔

مضمون کی اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے "انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات" پر مضمون لکھیں۔

جواب: انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات

انٹرنیٹ کے فوائد: انٹرنیٹ جدید دور کی بہترین ایجاد ہے۔ جس سے ہم سیکنڈوں میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھے ہوئے شخص سے رابطہ کر سکتے ہیں بلکہ اسے اپنے سامنے سکرین پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے دنیا کمپیوٹر سکرین میں سمٹ آئی ہے۔ اب فون، تار اور خط جیسی روایات دم توڑتی جا رہی ہیں اور دنیا انٹرنیٹ پر پیغام رسانی کو ترجیح دے رہی ہے۔ اس سے وقت کا ضیاع نہیں ہوتا بلکہ ہم چند لمحوں میں اپنے پیغامات منتقل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر موضوع پر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ تعلیمی لحاظ سے تو اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ نئی نسل اس سے بھرپور استفادہ کر رہی ہے۔ آج انٹرنیٹ نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ساری دنیا ہے اس کی مٹھی میں ایسی ایجاد ہے یہ انٹرنیٹ

انٹرنیٹ کی بدولت ہماری تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور تجارتی سرگرمیوں میں انقلاب آ چکا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے بین الاقوامی مارکیٹ یعنی عالمی منڈی سے براہِ راست ہر چیز کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ انٹرنیٹ کی بدولت دنیا کی کسی بھی لائبریری تک رسائی حاصل کر کے مطلوبہ معلومات بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد دوسرے سائنسی مضامین کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔

انٹرنیٹ کے نقصانات: جہاں انٹرنیٹ کے اتنے زیادہ فوائد اور ثمرات ہیں وہاں اس کے نقصانات بھی ہیں جن میں طلبہ کے لیے سب سے زیادہ اہم وقت کا ضیاع ہے۔ طلبہ اپنی تعلیم پر توجہ دینے کی بجائے انٹرنیٹ پر چیٹنگ سے دل بہلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ فلموں اور گانوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مغربی ممالک انٹرنیٹ پر فحش اور عریاں تصاویر شائع کر دیتے ہیں جس سے ہماری نوجوان نسل بُری طرح متاثر ہو رہی ہے اور معاشرے میں جرائم بہت بڑھ چکے ہیں۔ بعض اوقات انٹرنیٹ پر بُرے لوگوں سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے جو کہ نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے بہت سے فراڈ بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔

الغرض یہ کہ انٹرنیٹ کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے تو ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہو سکتے ہیں لیکن اگر ہم اسے صرف وقت گزارنے اور لطف اندوزی کے لیے استعمال کریں گے تو فائدے اٹھانے کی بجائے ہم نقصانات سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ ہمیں انٹرنیٹ کو اصلاحی اور تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

سرگرمیاں

۱۔ کلاس کے بچوں کے درمیان محنت کے موضوع پر تقریری مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام

۲۔ بچوں سے کسی موضوع پر مضمون لکھوائیں اور اسے جماعت کے کمرے میں پڑھ کر سنایا جائے۔

جواب: موضوع: "طالب علم کے فرائض"

مفہوم: دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک منظم اور پر سکون معاشرے کے وجود کے لیے جہاں اسلام نے ماں باپ، اولاد، عام شہریوں اور ہمسایوں وغیرہ کے حقوق متعین کیے ہیں وہاں اسلام نے طالب علم کے فرائض بھی متعین کیے ہیں۔ طالب کے لفظی معنی ہیں طلب کرنے والا جبکہ طالب علم کے لغوی معنی ہیں علم کی طلب کرنے والا۔ ایک طالب علم پر درج ذیل فرائض عائد ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا از حد ضروری ہے:

علم فرض سمجھ کر حاصل کیا جائے: طالب علم کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ علم کو صرف دنیاوی فوائد کو سامنے رکھ کر یا صرف کلاس میں پاس ہونے یا پوزیشن حاصل کرنے کے لیے حاصل نہ کرے بلکہ اسے فرض سمجھ کر حاصل کرے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "علم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔"

استاد کا احترام: طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے استاد کا احترام کرے۔ استاد قوم کا معمار ہے۔ استاد ہی نونہالان قوم کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنتا ہے۔ استاد ایک طرف تو طالب علم کو اخلاقی، روحانی و دینی تربیت دیتا ہے تو دوسری طرف وہ اس کی مختلف علمی، سائنسی، فنی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کا بھی انتظام کرتا ہے۔ والدین بچے کی جسمانی پرورش کرتے ہیں جبکہ بچے کی روحانی تربیت استاد کے ذمے ہے۔

اس لحاظ سے استاد کی حیثیت اور اہمیت والدین سے کسی طرح کم نہیں بلکہ ایک لحاظ سے ان سے بڑھ کر ہے کیونکہ روح کو جسم پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہر لحاظ سے استاد کے عزت و احترام اور مرتبے کا خاص خیال رکھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "تیرے تین باپ ہیں۔ ایک وہ جو تجھے عدم سے وجود میں لایا، دوسرا وہ جس نے تجھے بیٹی دی اور تیسرا وہ جس نے تجھے علم کی دولت سے مالا مال کیا۔"

علم عاجزی و انکساری کو پسند کرتا ہے۔ وہ ایسے دل میں ہرگز گھر نہیں کر سکتا جس میں غرور اور تکبر ہو، پس طالب علم کا فرض ہے کہ علم کی قدر پہچانے اور اس کی خاطر عاجزی کا اظہار کرے۔ اپنے استاد سے غرور و تکبر سے پیش نہ آئے بلکہ اس کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھے۔ اگر سوال بھی پوچھنا ہو یا کسی نکتے کی مزید وضاحت درکار ہو تو بھی عزت و احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ ایسا طالب علم کبھی علم کی دولت سے محروم نہیں رہے گا۔ مشہور مقولہ ہے: "با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔"

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"میرے استاد صاحب جب تک زندہ رہے میں نے ان کے مکان کی طرف کبھی پاؤں بھی نہ پھیلائے۔"

علم جہاں سے ملے حاصل کیا جائے: طالب علم کو چاہیے کہ علم جہاں سے اور جس سے بھی ملے اسے حاصل کرے۔ صرف مخصوص اساتذہ سے پڑھنے کی خواہش کرنا اور دوسروں سے منہ پھیر لینا نادانی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان ہی کی بات سمجھ میں آ جائے کیونکہ جس شخص کو شدید پیاس لگی ہو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اسے پانی چاندی کے گلاس میں پیش کیا جا رہا ہے یا مٹی کے پیالے میں۔ علم تو شمع اور محنت و مشقت کے بغیر نہیں آ سکتا۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "بے شک جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لیے اس میں نصیحت ہے۔"

حصول علم کے لیے دل، حاضر دماغی، توجہ اور غور سے سننا لازم ہے۔ ماہر استاد کی رائے پر اپنی رائے کو ہرگز ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ ورنہ ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ طالب علم کو چاہیے کہ جب تک استعداد و قابلیت پختہ اور مطالعہ وسیع نہ ہو جائے دینوی و اُخروی علوم میں صرف استاد کی راہ نمائی پر اعتماد کرے۔ ورنہ علم کی نعمت حاصل نہیں ہو سکتی۔

حضرت علیؓ کا قول: طالب علم کا یہ فرض ہے کہ وہ استاد کا اطاعت گزار ہو۔ فرماں برداری کے بغیر صحیح تعلیم کا حصول ممکن نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا مشہور قول ہے: "وہ جس سے میں نے ایک حرف بھی سیکھا، میں اس کا غلام ہوں۔"

اطاعت و خدمت گزاری ہی خوش بختی کا ذریعہ ہے۔ استاد کی خدمت کا شرف طالب علم کے لیے باعث فخر ہے۔ قاضی فخر الدین

کہتے ہیں: ''میں نے جو عزت و مرتبہ پایا ہے' اس کی وجہ اپنے محترم استاد قاضی ابو زید کی خدمت ہے۔ میں ان کے لیے کھانا پکایا کرتا تھا حالانکہ خود کھانے میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتا تھا۔''

امام غزالیؒ کا فرمان ہے: ''جب تک تم اپنا سب کچھ علم کو نہ دے ڈالو' علم تمہیں اپنا کوئی حصہ بھی نہ دے گا۔''

علم سے خدا کی پہچان: علم سے انسان خدا کو پہچان سکتا ہے۔ صرف نیت کی صفائی اور عقل کی گہرائی کی ضرورت ہے۔ دیکھنے والے کو پھول کی ہر پتی اور گھاس کے ہر تنکے میں خدا کا جلوہ نظر آ سکتا ہے۔ طالب علم کا فرض ہے کہ علوم کو حاصل کرنے میں مناسب تربیت حاصل کرے اور ایسا صرف تب ہی ممکن ہوتا ہے جب وہ استاد سے راہنمائی حاصل کرے گا۔

ہارون الرشید کے بیٹے اور استاد: ایک دن مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے دیکھا کہ اس کے دونوں بیٹے مامون اور امین آپس میں اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ استاد کے جوتے کون اٹھائے؟ آخر استاد کے کہنے پر وہ ایک ایک جوتا اُٹھا لائے اور استاد کے سامنے رکھ دیے۔ استاد نے خوش ہو کر دعا دی۔ اگلے روز خلیفہ نے دربار میں یہ سوال کیا کہ ''آج سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟'' سب نے کہا: ''خلیفہ کی عزت سب سے زیادہ ہے'' لیکن ہارون الرشید نے کہا ''نہیں' آج سب سے زیادہ عزت اس استاد کی ہے' جس کے جوتے اٹھانے میں یہ شہزادے فخر محسوس کرتے ہیں۔'' استاد کی حیثیت علم کی بارش جیسی ہوتی ہے اور طلبہ کی علم کی زمین جیسی جو زمین بارش کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ بارش کے فیض سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ والدین کے علاوہ استاد ہی وہ ہستی ہے جو اپنے شاگرد کو خود سے آگے بڑھتے دیکھ کر حسد کی بجائے خوش ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں طلبہ کی کامیابی استاد کی ہی کامیابی ہوتی ہے اس لیے طالب علم کا یہ بنیادی فرض ہے کہ استاد کی عزت نفس کا خیال رکھے اور اس کے وقار کو پامال نہ ہونے دے۔

الغرض استاد ایک ایسی ہستی ہے جس کے اپنے شاگردوں پر بے پناہ احسانات ہوتے ہیں۔ وہ اچھی تعلیم و تربیت کے ذریعے انھیں حیوان سے انسان بناتا ہے۔ ان کی زندگی کو اخلاقی و روحانی لحاظ سے سنوارتا اور نکھارتا ہے۔ لہٰذا شاگرد کا فرض ہے کہ استاد کی زندگی میں اس کے لیے دعائے خیر کرتا رہے اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے لیے صدقِ دل سے دعائے مغفرت طلب کرے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جو شخص تم پر احسان کرے' تم اس کا صلہ دو' ورنہ کم از کم اپنے محسن کے لیے دعائے خیر ضرور کرو۔''

طالب علم کا فرض ہے کہ وہ پورے ذوق و شوق سے علم حاصل کرے تاکہ نا صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو اور دنیا میں بھی نا صرف اپنا بلکہ والدین اور ملک و ملت کا بھی نام روشن کرے۔

اشارات تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو مضمون کی صنف سے متعارف کرائیں۔

جواب: مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تاثرات کا تحریری اظہار، مضمون کہلاتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دلچسپ پیرائے میں اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، ادبی تاہم ادب کے ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے' جس میں کہانی نہ ہو، خیالات، تاثرات اور جذبات ہوں۔

۲۔ سرسید احمد خان کا تعارف اور ان کے اسلوب کی چیدہ چیدہ خصوصیات طلبہ کو بتائی جائیں۔

جواب: سرسید احمد خان ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انھوں نے مسلمانوں کو سنبھالا

دینے کے لیے بہت سا کام کیا۔ اپنے خیالات مسلمانوں کے ہر طبقے تک پہنچائے۔ سرسید احمد خاں کا اسلوب صاف، سادہ، سہل، بے ساختہ، عام فہم اور تصنع سے پاک ہے۔ ''آثار الصنادید''، ''رسالۂ اسباب بغاوت ہند''، ''خطبات احمدیہ''، ''تبیین الکلام''، ''تہذیب الاخلاق'' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ سرسید کے اہم مضامین درج ذیل ہیں:

''تعلیم و تربیت، کاہلی، تعصب، اخلاق، خوشامد، بحث و تکرار، تہذیب، گزرا ہوا زمانہ، رسم و رواج کے نقصانات'' وغیرہ۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ کالج کا قیام ہے۔ انھوں نے 1898ء میں وفات پائی۔

۳۔ طلبہ کو کوئی ایسا واقعہ یا کہانی سنائیں جس سے وہ سستی اور کاہلی سے متنفر ہوں۔

جواب: عملی کام

۴۔ طلبہ کو ادب اور مقصدیت کے باہمی تعلق اور تال میل سے آگاہ کریں۔

جواب: علم و ادب اس قدر وسیع ہے جس قدر حیات انسانی۔ اس کا اثر زندگی کے ہر شعبے میں پڑتا ہے۔ ادب ہو یا زندگی کا کوئی شعبہ اس میں ترقی پذیری کی قوت اسی وقت تک موجود ہے جب تک اس میں تازگی، جدت اور توانائی پائی جاتی ہے۔ ادب زندگی کا ایک حصہ اور ہماری تہذیب و معاشرت کا ایک آئینہ ہے۔ جیسے ہماری زندگی کے حالات و واقعات ہوں گے ویسا ہی ہمارا ادب ہوگا۔

معروضی سوالات

☐ درست جواب کا انتخاب کریں۔

1- سبق ''کاہلی'' کے مصنف کا نام ہے۔
(A) مولانا شبلی نعمانی (B) سرسید احمد خان (C) مولوی عبدالحق (D) مولانا محمد حسین آزاد

2- سرسید احمد خان کا سن ولادت ہے۔
(A) 1816ء (B) 1817ء (C) 1818ء (D) 1819ء

3- سرسید احمد خان کا سن وفات ہے۔
(A) 1898ء (B) 1899ء (C) 1900ء (D) 1901ء

4- سب سے بڑی کاہلی ہے۔
(A) سوتے رہنا (B) کوئی کام نہ کرنا (C) محنت مزدوری نہ کرنا (D) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا

5- بسر اوقات کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔
(A) ہاتھ پاؤں کی محنت (B) عقل و فکر (C) روٹی، کپڑا اور مکان (D) بہت سا پیسا

6- بے کار اور کاہل لوگ ہو جاتے ہیں۔
(A) نیک صفت (B) درندہ صفت (C) شیطان صفت (D) حیوان صفت

7- دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے سے مراد ہے۔
(A) ذہنی جمود (B) ہاتھ پاؤں سے کام نہ کرنا (C) محنت مزدوری (D) روزمرہ کا کام کاج

8- وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے جو۔
(A) دلی قویٰ کو بے کار کر دے (B) تعلیم حاصل نہ کرے (C) کوئی کام نہ کرے (D) دوسروں کا خیال نہ رکھے

9- انسان انسانی صفت کھو کر بن جاتا ہے۔
(A) وحشی (B) حیوان (C) بے کار (D) فضول

10- ہمارے ملک میں قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں کیونکہ:

(A) ہم دولت مند ہیں (B) ہم غریب ہیں (C) ہم کاہل ہیں (D) ہم محنتی ہیں

11- "تحریک" کا معنی ہے۔

(A) حرکت کرنا (B) سست پڑے رہنا (C) دوڑنا (D) سوجانا

12- دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے سے انسان ہو جاتے ہیں۔

(A) نا سمجھ (B) وحشی صفت (C) عقلمند (D) آرام طلب

13- قویٰ کا واحد ہے۔ (A) قوت (B) قوتوں (C) اقوا (D) قوی

14- طبیعت کی جمع ہے۔ (A) طبع (B) طبائع (C) طبعی (D) طبیعتیں

15- کاہلی کا مترادف ہے۔ (A) کاہل (B) کاہلوں (C) سُستی (D) بے کاری

16- مترادف الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) محنت، مشقت، مزدوری (B) بہتری، بھلائی، بے فائدہ

(C) خوش، خرم، ناخوش (D) بدسلیقہ، وحشی، سلیقہ

17- مذکر الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) ترقی، کاہلی (B) موقع، وحشی (C) عقل، کمزوری (D) محنت، طبیعت

18- مؤنث الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) طبیعت، تحریک (B) محنت، وقت (C) عقل، شعور (D) دلیر، کمزوری

19- انسان کا متضاد ہے۔ (A) حیوان (B) کاہل (C) وحشی (D) بے کار

20- ترقی کا متضاد ہے۔ (A) پستی (B) تنزلی (C) نزول (D) ترقیاں

جوابات: (1) سر سید احمد خان (2) 1817ء (3) 1898ء (4) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا
(5) ہاتھ پاؤں کی محنت (6) حیوان صفت (7) ذہنی جمود (8) دلی قویٰ کو بے کار کر دے
(9) وحشی (10) ہم کاہل ہیں (11) حرکت کرنا (12) وحشی صفت
(13) قوت (14) طبائع (15) سُستی (16) محنت، مشقت، مزدوری
(17) موقع، وحشی (18) طبیعت، تحریک (19) حیوان (20) تنزلی

☐ **مختصر جواب دیں۔**

-1 سبق "کاہلی" کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

جواب: سبق "کاہلی" مقالاتِ سر سید: حصہ پنجم" سے لیا گیا ہے۔

-2 سبق "کاہلی" کے مصنف کون ہیں؟

جواب: سبق کاہلی کے مصنف "سر سید احمد خان" ہیں۔

-3 "قوتِ عقلی" سے کیا مراد ہے؟

جواب: قوتِ عقلی وہ انسانی صلاحیت ہے، جو ہر شے، ہر مشکل، ہر مسئلے کو سمجھنے اور سلجھانے کا قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔ انسانی زندگی کے تمام معاملات کو احسن انداز سے نبھانے کے لیے قوتِ عقلی نہایت اہم ہے۔

-4 سر سید احمد خان نے دو طرح کی کاہلی میں کس طرح فرق بیان کیا ہے؟

جواب: سر سید احمد خان نے دو طرح کی کاہلی میں اس طرح فرق بیان کیا ہے کہ ایک کاہلی ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنے کا نام ہے اور دوسری

وہ کاہلی ہے، جس میں انسان کے دلی قویٰ بے کاری میں پڑ جاتے ہیں۔

5- سر سید احمد خان نے کون سی کاہلی کو بُری قرار دیا ہے؟

جواب: سر سید احمد خان دوسری کاہلی (دلی قویٰ کا بے کار ہونا) کو بُری قرار دیتے ہیں کیوں کہ اس سے دلی قویٰ بے کار ہو جاتے ہیں۔ انسان اپنی سوچ، فکر اور عمل سے لاتعلق ہو کر بغیر کسی مقصد کے پڑا رہتا ہے۔

6- سب سے بڑی کاہلی کیا ہے؟

جواب: سب سے بڑی کاہلی ہے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا۔ دلی قویٰ کو بے کار چھوڑنے کا مقصد یہ ہے کہ دل کی قوتوں سے صحیح طریقے سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔

7- دلی قویٰ یا دل کی قوتوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: دلی قویٰ یا دل کی قوتوں سے مراد ہے زندگی کے مثبت مقصد کے تعین کے لیے غور و فکر کرنا، اُس مثبت مقصد کے حصول کے لیے تمام تر انفرادی صلاحیتیں، قابلیتیں اور اہلیتیں بروئے کار لانا۔

8- جن لوگوں کو جسمانی مشقت کی عادت نہیں ہوتی اُنھیں کیا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے؟

جواب: جن لوگوں کو جسمانی مشقت کی عادت نہیں ہوتی وہ اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دیتے ہیں۔ دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے سے وہ بڑے کاہل اور بالکل حیوان صفت بن جاتے ہیں۔

9- دلی قویٰ کو بے کار ڈال دینے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: اگر انسان اپنے دلی قویٰ کو بے کار ڈال دے تو وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔ انسانی صفت کو کھو کر پورا حیوان بن جاتا ہے۔

10- اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: انسان بھی مثل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے۔ جب اُس کے دلی قویٰ کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے۔ جسمانی باتوں میں مشغول ہوتا ہے۔ پس ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور ان کو بے کار نہ چھوڑے۔

11- انسانی شوق وحشیانہ باتوں کی طرف کیوں مائل ہوتے ہیں؟

جواب: اگر انسان اپنے دلی قویٰ کو بے کار ڈال دے تو اس کے شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جائیں گے۔ مزے کا کھانا پسند کرے گا۔ قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا۔ یہی باتیں وحشی لوگوں میں ہوتی ہیں۔

12- انسانی زندگی میں فکر و کوشش کیوں ضروری ہے؟

جواب: انسان کو اپنی زندگی میں فکر اور کوشش میں مصروف رہنا لازمی ہے تاکہ اُس کے دلی قویٰ زندہ رہیں۔ وہ اپنے معاملات کے انجام کی فکر اور مستعدی میں رہے۔ اُس کی اندرونی صلاحیتوں سے بھرپور انداز سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

13- قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہ ملے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہ ملے تو کوشش کرنی چاہیے کہ ہمیں وہ موقع مل جائے۔

14- قوائے دلی کو کام میں لانے کا موقع نہ ملنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب: اگر ہمارے پاس قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع حاصل نہیں ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کر لی ہے یعنی اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دیا ہے۔

***